Regd. S. No. 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۲۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

فی پرچہ ۱ر

المصلح

جمعہ

۳۰ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔ اے

جلد ۷ | ۵ تبلیغ ۱۳۳۳ھش - ۵ فروری ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۸

اسمٰعیلی جس ملک میں بھی ہوں اس ملک کے ساتھ کامل وفاداری کو اپنا جزو ایمان سمجھیں

اگر کسی قوم میں کامل اتحاد ہو تو وہ بڑی سے بڑی مشکل پر بھی قابو پا سکتی ہے

پلاٹینم جوبلی کی پرشکوہ تقریب میں اسمٰعیلیوں سے ہز رائل ہائی نس سر آغا خان کا خطاب

کراچی ۴ر فروری۔ کل سہ پہر اسمٰعیلی فرقہ کے امام ہز رائل ہائی نس سر سلطان محمد شاہ آغا خان کی پلاٹینم جوبلی نہایت تزک و احتشام اور شان و شکوہ کے ساتھ منائی گئی۔ آپ کو پچاس ہزار افراد کے سامنے جنہیں اس تقریب میں شرکت کے لئے خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا علامتی طور پر پلاٹینم میں تولا گیا۔ آپ کا وزن ۲۱۵ پونڈ نکلا۔ اور صرف ۱۵ اونس پلاٹینم تولنے میں کام آیا۔ اس موقعہ پر اپنے فرقے کے ہزارہا افراد کو مخاطب کرتے ہوئے ہز رائل ہائی نس نے انہیں اپنے ملک کے ساتھ کامل وفاداری کا ثبوت دینے کی تلقین کی اور نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی مملکت کی فلاح و بہبود کی خاطر خدمات بجا لانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ تمہارے مذہب کا ایک بنیادی نکتہ ہے۔ کہ تم جہاں کہیں اور جس مملکت میں ہو۔ اور وہاں جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت دی جاتی ہو تم پر یہ فرض ہے کہ تم اپنے عمل سے اس مملکت کے ساتھ کامل وفاداری کا ثبوت دو اور اس کی فلاح و بہبود کی خاطر خدمت بجا لانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو۔ تم جنہیں پاکستان کے شہری ہونے کی عزت حاصل ہے۔ میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی شہریت کو بے عملی اور سست روی کا مظہر نہ بناؤ۔ حب الوطنی کا جذبہ وفاداری اور تعمیری جد و جہد سے عبارت ہونا چاہیئے۔ مجھے احساس ہے کہ قوم کی بھاری اکثریت کو گھریلو زندگی کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا پڑتا ہے۔ اور ان کا بیشتر وقت روزی کمانے ہی میں صرف ہوتا ہے لیکن اصل کام وہی ہے کہ جو پورے انہماک سے کیا جائے۔ اور کیا بھی جائے خدا اور وطن کی خاطر۔ اپنے روزمرہ کے کام کو خواہ وہ کتنا ہی شکل کیوں نہ ہو۔ اس طور پر بجا لاؤ کہ تمہاری حرکت اور تمہارا سکون محبت کا آئینہ دار ہو۔ اچھی طرح یاد رکھو کہ جمہوری نظام حکومت میں حق رائے دہی اور شہریت کے حقوق فکر اور پوری احتیاط سے استعمال کرنے چاہئیں اس کامل ترین احساس کا دل میں جاگزیں ہونا ضروری ہے۔ کہ ہمیں ذاتی طبقاتی اور صوبائی مفاد کو مدنظر نہیں رکھنا بلکہ جو کچھ بھی خدمت بجا لانی ہے۔ وہ تمام باشندگان ملک کی مجموعی فلاح و بہبود اور مملکت کے تحفظ کی خاطر بجا لانی ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے ہز رائل ہائی نس نے فرمایا اگر کسی قوم کے لوگوں میں پورا اتحاد ہو اور قربانی و ایثار کے جذبے سے وہ تہی دست نہ ہوں۔ تو پھر کوئی مصیبت اور کوئی بدبختی بھی خواہ وہ کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو ایسی نہیں ہو سکتی کہ جس پر قابو نہ پایا جاسکے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ سو سال کی بدبختیوں اور تباہیوں کے بعد ترکی کس طرح اٹھا اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا دو مثالیں ہمارے سامنے اور ہیں کہ جن سے ہم مشکلات کے وقت ہمت نہ ہارنے کا سبق لے سکتے ہیں جرمنی اور جاپان نے عظیم ترین شکستوں کے بعد کہ جن کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ محنت اور قربانی کے بل پر پھر اپنے آپ کو سنبھال لیا ہے اور اس قابل بنا لیا ہے۔ کہ اقوام عالم کی برادری میں انہیں باعزت جگہ دی جائے۔ اگر پاکستان کا رہنے والا ہر اسمٰعیلی خواہ وہ کتنا ہی بے حقیقت کیوں نہ ہو اس حقیقت کی قدر و قیمت کو سمجھا ہے اور اپنی شہریت کو محنت اور قربانی و ایثار پر محمول کرتا ہے۔ تو پھر یقیناً میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ متعدد ابتلاؤں اور بیماریوں کے باوجود بھی آج کے دن تک میں زندہ ہوں تاکہ تمہیں پدرانہ نصیحتوں سے مالا مال کر دوں۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

لاہور ۲ر فروری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت سردی کی وجہ سے جسم میں درد اور نزلہ سے ناساز ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

اسلام اور پاکستان کا مفاد اسی میں ہے کہ موجودہ حالات میں مسلم لیگ کو کامیاب بنایا جائے

سر آغا خان کی طرف سے مشرقی بنگال میں مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے کی اپیل

کراچی ۴ر فروری۔ سر آغا خان نے اپنے پیروں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مشرقی بنگال کے انتخابات میں مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ اپنے مشرقی بنگال کے اسمٰعیلیوں کے نام ایک پیغام میں کہا ہے موجودہ حالات میں آپ سب کا فرض ہے کہ انتخابات میں مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر مشرقی اور مغربی پاکستان میں مسلم لیگ کی قومی تنظیم کمزور ہو گئی۔ تو اس کے نتیجہ میں اسلام کی طاقت میں کمی واقع ہو جائیگی اور پاکستان کو سخت نقصان پہونچیگا۔ سر آغا خان نے اپنے بیان میں اپنے پیروں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ پوری ہمت اور خلوص کے ساتھ مسلم لیگ کی مدد کریں اور اس مدد کو اسلام کی اور خود اپنی مدد تصور کریں

الہ آباد کے قریب کنبھ کے میلے میں سینکڑوں افراد ہلاک و ہزاروں زخمی

بے شمار عورتیں اور بچے اور مرد بھاگتے ہوئے ہجوم کے ریلے میں آکر کچلے گئے

نئی دہلی ۳ر فروری۔ آج الہ آباد کے قریب کنبھ نگر میں دریائے گنگا اور جمنا کے سنگم پر برہنہ سادھوں کے ایک جلوس اور یاتریوں کے ایک ہجوم میں تصادم ہو گیا جس کے نتیجہ میں زبردست بھگدڑ مچ گئی اور سینکڑوں بچے عورتیں اور مرد بھاگتے ہوئے لوگوں کے پیروں تلے آکر کچلے گئے۔ ایک خبر ایجنسی نے مرنے والوں کی تعداد ایک ہزار اور زخمیوں کی تعداد تین ہزار بتائی ہے۔ سرکاری حلقوں نے مجروحین اور ہلاک شدگان کی تعداد بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ پولیس نے جب لاکھوں انسانوں کے اس بے پناہ ہجوم کو منتشر کیا تو اس وقت گنگا کے کنارے دو سو مربع گز کا علاقہ لاشوں سے اٹا پڑا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب سادھوؤں اور یاتریوں میں تصادم ہوا تو سادھوؤں نے اپنی تین دھاری برچھیوں سے بعض لوگوں پر حملہ کیا اور لاتعداد افراد اس طرح بھی زخمی ہو گئے زخمیوں کو طبی امداد کے لئے میلہ کے علاقہ میں قائم شدہ ۸ ہسپتالوں میں بھیج دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کنبھ کے اس میلے* میں یا بھارت کے کسی اور میلہ میں آج تک اتنے افراد کبھی ہلاک نہیں ہوئے گو دریا کا ایک پل ٹوٹ گیا تھا اس سے بھی ۶ افراد ہلاک اور ۵۰ زخمی ہو گئے تھے کنبھ کا یہ میلہ ۱۲ سال بعد ہوتا ہے گزشتہ دفعہ یاتریوں کی تعداد ۱۰ لاکھ تھی اس دفعہ ۳۵-۴۰ لاکھ کے درمیان۔ بھارت کے صدر اور وزیر اعظم بھی آج کنبھ کے میلہ میں شریک تھے

شیخ عبداللہ کی میعاد حراست میں مزید توسیع

جموں ۳ر فروری بھارتی مقبوضہ کشمیر کی حکومت نے ریاست کے سابق وزیر اعظم شیخ عبداللہ اور وزیر مال مرزا افضل بیگ کی میعاد حراست میں مزید دو ماہ کا اضافہ کر دیا ہے۔ ان دونوں لیڈروں کو گزشتہ ۹ اگست کو پبلک سکورٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کی میعاد حراست میں اضافہ کرنے کا یہ تیسرا موقعہ ہے۔

کراچی پورٹ ٹرسٹ کے مزدوروں کی ہڑتال ختم ہو گئی

کراچی ۳ر فروری۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ۱۵ ہزار مزدوروں کی نو روزہ ہڑتال آج شام ختم ہو گئی۔ آج تیسرے پہر کراچی پورٹ ٹرسٹ لیبر یونین کی جنرل باڈی کا اجلاس ہوا۔ اجلاس نے مزدوروں کے وفد اور وزیر مواصلات کی گفتگو کے نتائج پر غور کرنے کے بعد حکومت کی یہ پیشکش منظور کر لی کہ مزدوروں کے مطالبات ایک صنعتی عدالت کے سپرد کر دیئے جائیں جس کی صدارت چیف کورٹ یا ہائی کورٹ کا ایک جج کرے گا۔

دستوریہ کا اجلاس ۱۲ مارچ کو منعقد ہوگا

کراچی ۳ر فروری مجلس دستور ساز پاکستان کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ آنریبل صدر مجلس دستور ساز نے ۱۲ مارچ جمعہ کو ۳ بجے سہ پہر اسمبلی چیمبر کراچی میں مجلس دستور ساز پاکستان کا اجلاس طلب کیا ہے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آدمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۵ تبلیغ ۱۳۳۲ھ

انفاق مال

انسان کو اپنی مادی حیات قائم رکھنے کے لئے مادی سامانوں کی ضرورت ہے۔ اور جوں جوں انسان معاشرت میں ترقی کرتا چلا آیا ہے۔ توں توں معاشی سامانوں کی بھی ضرورت بڑھتی چلی گئی ہے۔ اور چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دور اندیشی کا ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔ اس لئے وہ نہ صرف اپنی موجودہ ضروریات ہی کے لئے سامان کرتا ہے بلکہ مستقبل کی ضروریات بھی اس کے پیش نظر رہتی ہیں۔ اور یہی جذبہ ہے جو اس کو مال و دولت جمع کرنے پر اکساتا ہے۔

یہ جذبہ اتنا طاقتور ہے کہ انسانی برادری کی اکثریت اپنی تمام زندگی اسی کے زیر اثر گزار دیتی ہے۔ فکر معیشت سے بڑھ کر آخر یہ ایک مرض کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور انسان خواہ ویسے کتنا ہی عقلمند اور آزاد خیال کیوں نہ ہو۔ جب یہ جذبہ اس پر غلبہ پا لیتا ہے۔ تو وہ اس کو ایک صنم بنا لیتا ہے جس کی وہ پرستش کرنے لگتا ہے۔ اس طرح وہ زندگی کی صراط مستقیم سے بہت دور جا پڑتا ہے۔ اس کو مال و دولت کے جمع کرنے کے سوا کوئی چیز دلچسپ نظر نہیں آتی۔ یہاں تک کہ وہ محرک جس کی وجہ سے وہ مال و دولت کو جمع کرنے کی طرف راغب ہوا تھا۔ یعنے ضروریات زندگی کا بہم پہونچانا اس کو بھی وہ فراموش کر دیتا ہے۔ مال و دولت جو آرام و راحت کی کلید سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں وہ اس غرض کے لئے بھی استعمال نہیں کرتا۔ اور اپنی ذات کے ساتھ بھی بخل برتنے لگتا ہے۔ اس کی مثالیں اس کثرت سے آپ نے سنی ہوں گی۔ کہ ان کو یہاں بیان کرنا ضروری نہیں۔

دین اسلام کا دعوےٰ ہے کہ وہ ایک فطری دین ہے۔ اور انسان کو ہر وجوہ ایک اعتدال کے راستہ پر گامزن ہونا سکھاتا ہے۔ چونکہ مال و دولت کی حرص ایک نہائت طاقتور جذبہ ہے۔ جو بیشتر اوقات اسے جادۂ مستقیم سے نہائت آسانی سے پرے لے جا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انفاق مال پر بڑا زور دیا ہے چنانچہ آغاز ہی میں فرماتا ہے۔

ذالك الكتاب لاریب فیہ
ھدی للمتقین الذین یؤمنون
بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ
ومما رزقناھم ینفقون۔

یعنے یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی مشکوک بات نہیں جو متقیوں کے لئے ہدایت ہے وہ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس کو خرچ کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں متقی کی تین بڑی بڑی علامتیں بیان فرمائی ہیں (اول) ایمان بالغیب (دوم) اقامت صلوٰۃ (سوم) انفاق مال۔ ایمان بالغیب دلی کیفیت ہے۔ اقامت صلوٰۃ اور انفاق اعمال صالحہ کے بنیادی ستون ہیں گویا جب ایمان بالغیب مکمل ہو۔ تو ایسے مومن کو لازماً اقامت صلوٰۃ اور انفاق مال سے تعلق رکھنے والے اعمال بجا لانے چاہئیں۔ تب جا کر وہ متقی بن سکتا ہے۔ آگے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخرة
ھم یوقنون۔

یعنے وہ جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ جو ہم نے تم پر نازل کیا۔ اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا۔ اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اگرچہ مومن کی یہ بھی نہائت ضروری علامتیں ہیں۔ مگر یہ بھی دلی کیفیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایمان بالغیب کا جزو یا تفصیل ہیں "اٰمنوا وعملوا الصالحات" میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ ایمان اور اعمال صالحہ۔ اللہ تعالےٰ نے متقی کے لئے اعمال صالحہ اقامت صلوٰۃ اور انفاق بیان فرمائے ہیں۔ گویا جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا ہے انفاق مالی اعمال صالحہ کے نصف پر حاوی ہے۔

اس سے واضح ہے کہ تقوےٰ کے لئے انفاق فی الرزق کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ بے شک یہاں "رزق" کے معنے بہت وسیع ہیں۔ اور اس کا اطلاق ہر اس نعمت پر ہو سکتا ہے۔ جو انسان کو اللہ تعالےٰ نے عطا کی۔ مثلاً اعضاء جسم، عقل وغیرہم۔ مگر ان تمام باتوں کی اہمیت کے باوجود لفظ رزق کا نمایاں ترین اطلاق مال و دولت پر ہی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ انسان کی مادی حیات کے قیام کے لئے ایک مہذب سوسائٹی میں مال و دولت شائد سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ اور یہ ان چیزوں میں سے ہے جو زندگی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور جو انسان کو جادۂ مستقیم سے نہائت آسانی سے گمراہ کر سکتی ہیں۔ زر، زن، زمین تین زائے مشہور ہیں۔ جو انسان کو لے اعتدالیوں پر سب سے زیادہ اکساتی ہیں۔ زمین بھی دراصل زر ہی کی ایک صورت ہے۔ یعنے مال و دولت۔ اور زن سے بھی بعض اقوام میں ابتک دولت ہی کی ایک قسم سمجھی جاتی ہیں۔

قرآن کریم میں انفاق کا صرف عمومی طور پر ہی ذکر نہیں کر دیا گیا بلکہ جیسا کہ اس کی منفرد خصوصیت ہے اس نے نہائت تفصیل کے ساتھ اس کے مالہ وماعلیہ کی نشاندہی کی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ان ہدایات پر دنیا عمل کرے تو آج ہی اس کی تمام اقتصادی الجھنیں جن کی وجہ سے افراد افراد کو اور اقوام اقوام کو نگل جانا چاہتی ہیں سلجھ جائیں۔ اور جہاں تک انسان کی مادی حیات کا تعلق ہے یہ دنیا بہشت کا نمونہ بن جائے۔

قرآن کریم نے اپنے عظیم الشان تدریجی اصول کے مطابق انفاق کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک فرضی اور دوسرا طوعی۔ زکوٰۃ فرضی صورت ہے کوئی مسلمان مسلمان نہیں جب تک وہ زکوٰۃ نہ دے۔ یہ عملی لحاظ سے صرف مسلمان ہونے کی کم سے کم شرط ہے۔ دوسرا حصہ انفاق کا طوعی کہلاتا ہے۔ اور اگر ہم غور کریں تو یہی حصہ ہے جو ایک مسلمان کو حقیقی با خدا مسلمان بناتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان زکوٰۃ دیتا ہے تو وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اس پر اسلام کا بیج لگا دینے سے زیادہ ہو۔ یہ کم سے کم انفاق ہے جو اسے مسلمان بنانے کے لئے ضروری ہے۔ مگر حقیقی مسلمان بننے کے لئے طوعی انفاق کی عادت لازمی ہے۔ دوسرے لفظوں میں زکوٰۃ محض مشقی حیثیت رکھتی ہے۔ جو انفاق کی عادت ڈالنے کے لئے فرض کر دی گئی ہے۔

پھر امام وقت کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۷ پر)

نجات کی طرف دوڑو

— از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز —

(۱) خدا تعالےٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنت دیگا۔" (قرآن کریم) اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو؟

(۲) دنیا میں آج خدا تعالےٰ کو قریباً ہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو! خدا تعالےٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیکر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے؟

(۳) سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول اللہ کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے اور تحریک جدید میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے؟

— مرزا محمود احمد —

تعلق باللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک بصیرت افروز تقریر

(۲)

تعلق باللہ کا مفہوم

اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جب سارے انبیاء و صلحاء یہ مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ تو تعلق کے معنی کیا ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تعلق کے معنے عربی زبان میں کئی معنے کے ہوتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ تعلق المرأۃ۔ فلاں شخص فلاں عورت کے ساتھ معلق ہو گیا۔ یا کبھی ب کے ساتھ بھی اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کہتے ہیں۔ تعلّق بأمرأۃ فلاں عورت کے ساتھ فلاں شخص کا تعلق قائم ہو گیا۔ اور اس کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے یہ ہوتے ہیں کہ مال قلبہ الیھا۔ اس شخص کا دل شوق اور محبت کے ساتھ اس عورت کی طرف جھکا۔ اسی طرح کہتے ہیں۔ تعلق الشوک بالثوب اور اس کے معنے ہوتے ہیں نشب فیہ و استمسک۔ کہیں راستہ میں سے گزرتے ہوئے اگر کانٹے پڑے ہوئے ہوں۔ اور تمہارا کپڑا لمبا ہو۔ تو کانٹے تمہارے کپڑوں کے ساتھ چمٹ جائیں گے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ گھسٹے جائیں گے۔ اس کو بھی عربی زبان میں تعلق کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے علق کے معنے محبت کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ عَلِقَہٗ وبہٖ علوقاً ھواہ و احبّہٗ یعنی عَلِقَہٗ جس کے لفظی معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ اس کے ساتھ لٹک گیا۔ اس کا مفہوم یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ محبت کی۔ ہمارے ہاں بھی ایک اسی قسم کا محاورہ ہے کہتے ہیں فلاں کے ساتھ دل اٹکا ہوا ہے۔ پس تعلق باللہ کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ لٹک جانا اور ایسا تعلق قائم کر لینا کہ کوئی دوسرا اسے کرے تو کرے۔ آپ نہ ہٹے۔ مثلاً اس وقت میری سوٹی میرے ساتھ پڑی ہے۔ اگر میں علیحدہ ہوں گا۔ تو یہ گر جائیگی لیکن اگر کانٹے لگ جائیں۔ تو میں انہیں اتاروں گا تو وہ اتریں گے۔ یا کوئی اور شخص انہیں ہٹائے گا۔ تو وہ ہٹیں گے۔ خود بخود علیحدہ نہیں ہوں گے۔ پس تعلق ایسے گہرے رابطہ کو کہتے ہیں۔ جو آپ ہی آپ نہیں ٹوٹ سکتا اور اسی کو محبت بھی کہتے ہیں۔ پس تعلق باللہ کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ سے لٹک جانا۔ اور اس سے نہ ٹوٹنے والا تعلق پیدا کر لینا۔

قرآن کریم میں بھی اس تعلق کا ذکر آتا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اور اس تعلق کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں اور بہت بڑی نعمتوں میں سے قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ خلق الانسان من علق (سورہ علق پ ۳۰) خدا تعالیٰ نے انسان کو علق سے پیدا کیا ہے۔ یا یہ کہ اس نے انسان میں علق کا مادہ پیدا کیا ہے۔ خلق من فلان کے معنے عربی زبان میں یہ ہوتے ہیں۔ کہ اس کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن کبھی اس کے یہ معنے بھی ہوتے ہیں۔ کہ وہ چیز اس کی فطرت میں ہی داخل ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں ہی اللہ تعالیٰ انسان کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ خلقہٗ من تراب (آل عمران ع ۶) اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ یعنی مٹی منبع تھی انسان کی پیدائش کا۔ لیکن دوسری جگہ آتا ہے۔ کہ خلق الانسان من عجل۔ (انبیاء ع ۳) اس نے انسان کو جلدی سے پیدا کیا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ جلدی کوئی مادہ ہے۔ جس سے انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اس کی طبیعت میں جلدی کا مادہ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح خلق الانسان من علق کے یہ معنے بھی ہیں۔ کہ اس نے انسان کی فطرت میں علق کا مادہ رکھا ہے۔ اور یہ معنے بھی ہیں کہ علق کی حالت سے ترقی دے کر اسے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ علق کے معنے اس خون کے بھی ہوتے ہیں۔ جو ماں کے رحم میں نطفہ سے ترقی کر کے پیدا ہوتا ہے۔ اور رحم سے چمٹا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر بچہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پس ظاہری معنے اس کے ایک یہ بھی ہیں۔ کہ اس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ یہاں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خلق الانسان فرمایا ہے۔ یعنی انسان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس میں عربی زبان کے لحاظ سے مرد اور عورت دونوں شامل ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کی زبان میں انسان کا ترجمہ آدمی کیا جاتا ہے۔ اور جب آدمی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ تو اس سے مراد صرف مرد لئے جاتے ہیں۔ عورتیں مراد نہیں لی جاتیں۔ عورتوں کو بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ جب آدمی کا لفظ استعمال کریں گی۔ تو اپنے آپ کو نکال لیں گی۔ اور صرف مردوں کو آدمی قرار دیں گی۔ بعض عورتیں تو ایسی ہوتی ہیں۔ کہ انہیں خواہ کتنا بھی سمجھاؤ۔ آخر وہ یہی کہتی ہیں۔ کہ "آخر مرد آدمی ہیں۔ تو انہیں ہم آدمی ہی کہیں گی"۔ پس یاد رکھو کہ یہاں پنجابی زبان کے لحاظ سے انسان یا آدمی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ عربی الانسان ہے۔ اور اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ بہرحال جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ خلق الانسان من علق۔ ہم نے مرد اور عورت دونوں کو علق سے پیدا کیا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ہر انسان علق سے پیدا ہوا ہے۔ ظاہر میں تو یہی نظر آتا ہے۔ کہ مرد عورت ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے۔ اور آخر یہ سلسلہ آدم پر جا کر ختم ہو گیا۔ جس کے ماں باپ کوئی نہ تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو خلق الانسان میں الانسان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ سارے انسان۔ اب جبکہ سارے انسان علق سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو اگر ہم یہ سلسلہ آدم پر ختم کر دیتے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آدم انسان تھے یا نہیں۔ حوا انسان تھیں یا نہیں۔ اگر تھے۔ تو پھر ان کی مائیں اور ان کے باپ بھی ماننے چاہئیں۔ ورنہ یہ آیت غلط ہو جاتی ہے۔ اور اگر ان کی مائیں تھیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کس طرح پیدا ہوئیں۔ اگر کہو۔ کہ اپنی ماؤں سے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کس طرح پیدا ہوئیں۔ غرض اس طرح اس سلسلہ کو چاہے دس کروڑ سال تک لے جاؤ۔ تمہیں یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نسلِ انسانی کا آغاز جس آدم و حوّا سے ہوا۔ وہ علق کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ اور یا پھر تمہیں یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اس تسلسل میں علق دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ آدم تک اور معنے ہیں اور آدم و حوّا کے متعلق یا جو بھی پہلا جوڑا تھا۔ اس کے متعلق کچھ اور معنے ہیں۔ اور یہ آخری بات ہی درست ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔ اور جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں۔ خلق الانسان من علق کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ رحم مادر میں جمے ہوئے خون سے انسان کو پیدا کیا۔ اور دوسرے یہ کہ انسان کو اسی طرح پیدا کیا۔ کہ اس کی فطرت میں محبت الٰہی رکھی گئی۔ تمام انسانوں کے لئے اس آیت کا یہ مفہوم ہے۔ کہ وہ جمے ہوئے خون سے پیدا ہوئے۔ لیکن انسان اول یا پہلے جوڑے کے متعلق اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلق باللہ کے مادہ کے ساتھ پیدا کیا۔ پس یہ آیت اپنے ایک مفہوم کے لحاظ سے آدم کی تمام نسل پر چسپاں ہوتی ہے۔ اور دوسرے مفہوم کے رو سے پہلے جوڑے اور اس کی نسل سب پر چسپاں ہوتی ہے۔ اور نسل انسان کا کوئی [illegible] نہیں۔ جس پر یہ آیت چسپاں نہ ہو سکتی ہو۔ گویا آدم کی ماں خدا تھا۔ جس کی محبت اس کے دل میں پیدا کی گئی تھی۔ ایک تیسرے معنے بھی اس آیت کے ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ علق کا تعلق انسان سے نہیں خدا تعالیٰ سے قرار دیا جائے۔ اور معنے یہ لئے جائیں۔ کہ انسان کی پیدائش کی وجہ وہ علاقہ تھا جو الوہیت کو انسانیت سے تھا۔ یعنی الوہیت ایک ایسے وجود کو چاہتی تھی۔ جو اس کی صفات کو ظاہر کرے۔ پس الوہیت کی یہ تڑپ انسان کے پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔ اور گویا خدا تعالیٰ انسان کے لئے بمنزلہ ماں بن گیا۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ ماں کو بچہ سے اور بچہ کو ماں سے شدید تعلق ہوتا ہے۔ قرآن اور احادیث سے بھی صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں سے تعلق ماں سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس آدم اول تک تو سب لوگ اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے۔ لیکن آگے ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ آدم و حوا خدا سے پیدا ہوئے۔ یہ نہیں کہ آدم خدا میں سے نکلا۔ بلکہ یہ کہ اس کے پیدا کرنے کے عام ذرائع ذات باری میں مرکوز ہو گئے۔ اگر خدا اپنی تقدیر خاص سے آدم کو پیدا نہ کرتا۔ تو نسلِ انسانی کا سلسلہ اس دنیا میں جاری نہ ہوتا۔ پس بعد میں آنے والے انسان اپنی ماؤں سے پیدا ہوئے۔ اور آدم و حوّا ذات باری سے یعنی کن فیکون سے پیدا ہوئے۔

علق کے دوسرے معنے کُلُّ مَا عُلِّقَ کے ہیں۔ یعنی جو چیز لٹکائی جائے۔ اسے علق کہتے ہیں۔ اور علق کے معنے الطین الذی یعلق بالید کے بھی ہیں۔ یعنی وہ گندھی ہوئی مٹی جس میں اتنی چیک اور لزوجت پیدا ہو جائے۔ کہ اگر اسے ہاتھ لگاؤ۔ تو وہ ہاتھوں سے چمٹ جائے۔ بعض مٹیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ وہ ہاتھوں سے نہیں چمٹتیں لیکن جب ایسی مٹی ہو۔ جو ہاتھوں سے چمٹ جائے۔ تو اسے علق کہیں گے۔ اور قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ طین ہی سے انسان پیدا ہوا ہے۔ یوں تو ایسی طین بھی ہو سکتا ہے۔ جس میں پانی زیادہ ہو۔ اور وہ ہاتھوں سے نہ چمٹے۔ یا ایسی طین بھی ہو سکتی ہے۔ جو خمیر کی طرح ابھری ہوئی ہو۔ لیکن انسان ایسی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جس میں چمٹنے کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ اور وہ گوندھنے والے یا بنانے والے کے ہاتھوں سے چپک جاتی ہے۔ (باقی)

ولادت

میرے لڑکے عزیزم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی واقف زندگی مبلغ بلاد عربیہ حال وارد پاکستان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے دو لڑکیوں کے بعد مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۵۶ء کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے کہ دعا فرمائیں مولا کریم بچہ کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک خادم دین بنا دے (میاں نور احمد چغتائی ربوہ)

عام معلومات

ترکی میں جمہوریت کس طرح قائم ہوئی

سلطنت عثمانیہ کی بنا سلجوقی حکومت کے چھوٹے سے علاقے پر ۱۲۹۹ء میں ڈالی گئی تھی۔ مگر اس چھوٹی سی سلطنت نے اتنی ترقی کی۔ کہ سولھویں صدی عیسوی تک یہ دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں شمار کی جانے لگی۔ مگر جیسا کہ دیکھا گیا ہے۔ ہر عروج کو زوال ہونا یقینی ہے۔ یہی حال اس سلطنت کے ساتھ ہوا۔ اور نصف النہار پر پہنچنے کے بعد اس کا زوال شروع ہو گیا گو اٹھارویں صدی عیسوی میں اس کے حکمرانوں نے پھر اپنے کھوئے ہوئے عروج کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ مگر جس درخت میں گھن لگ جاتا ہے اسے بہت دنوں تک نہیں بچایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم کے اواخر میں اس سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ترکی میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے ترکی کی جنگ آزادی میں جو حصہ لیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔

سلطنت عثمانیہ کے حکمران صرف ترکی کے بادشاہ ہی نہ تھے۔ بلکہ ساری دنیائے اسلام کے خلیفہ بھی ہوا کرتے تھے۔ یہ خطاب خاندانی تھا۔ ایک طرف تو وہ خلیفہ تھے۔ اور ان سے یہ امید کی جاتی تھی۔ کہ دنیائے اسلام کی مصیبت میں وہ مددگار ثابت ہوں گے۔ مگر دوسری طرف ان کی سیاسی طاقت جو زوال پذیر تھی۔ انہیں اس کی اجازت نہ دیتی تھی۔ کہ وہ دنیائے اسلام کے زخم پر مرہم بھی رکھ سکیں۔

خلفائے عثمانیہ کے دورِ حکومت میں وزیر اعظم شیخ الاسلام اور چیف جج یا قاضی القضاۃ ہوا کرتے تھے۔ وزیر اعظم یا صدرِ اعظم کا تعلق ملک کے انتظام سے ہوتا تھا۔ اور انہی کے پاس خاتم خلافت رہا کرتی تھی۔ شیخ الاسلام مذہبی امور میں سلطان کو مشورہ دیا کرتے تھے۔ اور قاضی القضاۃ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ عدالتی امور کے سب سے بڑے افسر ہوتے تھے۔ یہ تینوں عہدیدار براہِ راست سلطان کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔ اور تینوں کو ملا کر "دیوانِ ہمایوں" کہا جاتا تھا۔ سلاطین آلِ عثمان جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ مسلمانانِ عالم کے خلفاء بھی ہوا کرتے تھے۔ اس لیے ان پر لازمی تھا۔ کہ وہ شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ ان میں سے بعض بادشاہوں نے احکام شریعت کی ایک حد تک پابندی کی۔ اور اس کا نتیجہ تھا۔ کہ "دیوانِ ہمایوں" قائم رہ گیا۔ مگر شیخ الاسلام اور قاضی القضاۃ کے عہدوں کے قائم رہنے کے بعد بھی قوانین شریعت کی پابندی برابر قائم نہ رہ سکی۔

خلیفہ عبدالمجید نے اس کمزوری کو محسوس کیا۔ اور انہوں نے کچھ اصلاحات کرنی چاہیں۔ اسی غرض سے ۱۸۳۹ء میں میدان گل رہانہ میں ایک مجلس منعقد کی۔ اور اصلاحات کے چند مسوداتِ قانون پر دستخط کئے جن کے ذریعہ سلطان کے ماننے والوں کے جان و مال کی پوری حفاظت کا یقین دلایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ فوجی خدمات اور ٹیکسوں کے متعلق بھی اصلاحات کی گئیں۔ سلطان نے ان وعدوں کے پورا کرنے کی قسم کھائی۔ یہ سال ترکی کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس سے قبل سلطان کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے خود اس کا خیال اور حکم قانون کی حیثیت رکھتا تھا۔ مگر زمانے کی روش کو دیکھ کر خلیفہ کو عوام سے یہ وعدے کرنے پڑے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ تا آخر زندگی عبدالمجید اپنے ان وعدوں پر ایک حد تک عمل پیرا رہے مگر ان کے انتقال کے بعد ان کے جانشین یہ وعدے فراموش کر گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عبدالعزیز اور مراد پنجم کو سلطنت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اور عبدالحمید دوم سلطان ہو گئے۔ اور سلطنت عثمانیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ۱۳ دسمبر ۱۸۷۶ء کو ایک دستوری قانون کا اعلان ہوا۔ اس قانون کی رو سے گو وزراء کا تقرر سلطان ہی کیا کرتا تھا۔ مگر پارلیمنٹ کے دارالعوام یا اسمبلی میں وزراء کو اپنے کاموں کی روئیداد سنانی پڑتی تھی۔ اگر اسمبلی اور وزراء میں کچھ اختلاف ہو جاتا۔ تو معاملہ سلطان کے سامنے پیش ہوتا۔ اور پھر اسے حق حاصل تھا۔ کہ جسے غلط راستہ پر دیکھے اسے الگ کر دے۔ اب تک قانون بنانے کا سوال ہی نہیں تھا۔ کیونکہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس پر لازم تھا۔ کہ قرآن پاک و حدیث کی روشنی میں حکومت کرے۔ اور کسی اختلاف کے موقع پر خلیفہ اپنا خیال ظاہر کرتا تھا۔ جو رولنگ کا درجہ رکھتا تھا۔ مگر اب نئے قانون کے تحت قانون بنانے کا کام پارلیمنٹ کے سپرد کر دیا گیا۔ دارالعوام کے ممبر عوام کے منتخب کردہ ہوتے تھے۔ اور دارالامراء کے ممبر سلطان کے نامزد کردہ جو تا حیات ممبر رہا کرتے تھے۔ دارالعوام میں نیا قانون سلطان کی مرضی کے بغیر پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جو تجویز دارالامراء میں ایک مرتبہ رد کر دی جاتی تھی۔ وہ ایک سال کے اندر پھر پیش نہیں کی جا سکتی تھی۔ قاضی القضاۃ ایک حد تک نئے قوانین سے بری تھے۔

شاید یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ دراصل ۱۸۷۶ء کے قانون سے قبل اور بعد سلطان کے حقیقی اختیارات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ مگر اسے تسلیم کرنا پڑیگا کہ ترکی میں کم از کم جمہوریت کی کرن نمودار ہونے لگی تھی۔ سلطان عبدالحمید دوم اس قانون کے دل سے مخالف تھے۔ اور اس موقع کی تلاش میں تھے۔ کہ اس بار کو اپنے کاندھوں پر سے اتار پھینکیں۔ حسن اتفاق سے انہیں یہ موقع بھی ہاتھ آ گیا۔ اور ۱۸۷۷ء میں ترکی اور روس کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ لہٰذا انہوں نے فوراً پارلیمنٹ کو برخاست کر دیا۔ اس کے بعد اس پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۹۰۸ء تک نہیں ہوا۔

اس وقت اس پارلیمنٹ میں اسی مسلمان اور پچاس غیر مسلم ممبر تھے۔ بہر حال ۱۹۰۹ء میں "نوجوان ترکوں" نے علم بغاوت بلند کیا۔ اور عبدالحمید دوئم کو ہٹا کر سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ دستور میں ترمیم کے ذریعہ سلطان سے قانون مسترد کرنے کے اختیار کو چھین لیا گیا۔ مگر حکومت میں آنے کے بعد اس پارٹی کو بھی خطرہ ہوا۔ کہ دوسری جماعت برسرِ اقتدار نہ آ جائے۔ اس لیے حکومت کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے گئے۔

بہر حال ترکی میں یہ بد امنی کا زمانہ تھا۔ اس دوران میں پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔ اور اس جنگ کے خاتمہ کے بعد سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کئے جانے لگے۔ مگر ایسے موقع پر خدا نے کمال اتاترک کو اس پر آمادہ کر دیا۔ کہ وہ ترکی کی رہی سہی عظمت بچانے کے لیے میدان میں آئے۔ کمال اتاترک نے اضلاع کے گورنروں اور فوجی کمانڈروں کو حکم دیا۔ کہ وہ خطرہ کو محسوس کریں۔ اور ملک و قوم کی حفاظت کو سب پر مقدم جانیں۔ استنبول میں خلیفہ وحید الدین کی حکومت قائم تھی۔ اور وہ کمال اتاترک کی پوری مخالفت کر رہی تھی۔ بہر حال ۴ ستمبر ۱۹۱۹ء کو کمال اتاترک کی قیادت میں عوامی جماعت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور ۲۱ ستمبر کو انقرہ میں اتاترک کی ماتحتی میں ایک نمائندہ حکومت بنائی گئی۔ ۲۳ اپریل سنہ میں کمال اتاترک اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے۔ اس وقت تک انقرہ کی پارلیمنٹ میں بھی خلیفہ کے ہمدرد کافی تعداد میں موجود تھے۔ اس لیے اتاترک نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے سلطنت اور خلافت پر مباحثہ کرنے کی ممانعت کر دی اسمبلی میں پہلی تجویز یہ پاس ہوئی۔ کہ حکومت کا انحصار عوام کی خواہش پر مبنی ہے۔ اس تجویز کے بعد ۱۹۲۱ء میں عظیم قومی اسمبلی (گرانڈ نیشنل اسمبلی) کا اعلان کیا گیا۔ اور عوام کے نمائندوں کو اس کا حق دیا گیا۔ کہ وہ ملک کے لئے قوانین بنائے۔ اس طرح بغیر اعلان کئے ہے۔ خلافت اور سلطنت کا ترکی میں خاتمہ کر دیا گیا۔ اس وقت ترکی میں دو حکومتیں قائم تھیں۔ یعنی انقرہ میں اتاترک کی اور استنبول میں خلیفہ کی۔ جب اگست ۱۹۲۲ء میں ترکوں نے دشمنوں سے اپنے ملک کو پاک کر لیا۔ اور دنیا نے ان کی آزادی تسلیم کر لی۔ تو ان کی قومی اسمبلی نے ۲ نومبر ۱۹۲۲ء میں استنبول کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ سلطان نے بھی اپنی خیریت اسی میں دیکھی۔ کہ نام کی سلطنت سے دستبردار ہو جائیں۔ اور انہوں نے ۷ نومبر ۱۹۲۲ء میں سلطنت چھوڑ کر برطانیہ کے ہاں پناہ لی۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں ترکی جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ اور اس کے پہلے صدر کمال اتاترک ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں ایک تجویز کے ذریعہ خاندان عثمانیہ کے سارے افراد کو ترکی سے نکال باہر کیا گیا۔

۲۰ اپریل ۱۹۲۴ء کو ترکی کے نئے دستور کا اعلان ہو گیا۔ چونکہ اس دستور کے نفاذ کے لیے ترکوں کو سلطنت عثمانیہ اور مغربی طاقتوں سے جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ اس لیے انہوں نے اس دستور میں یہ واضح کر دیا۔ کہ ملک پر حکومت کرنے کا حق صرف عوام ہی کو حاصل ہے۔ اور وہ اس پر حکومت اپنی گرانڈ نیشنل اسمبلی کے ذریعہ کریں گے۔ اس طرح ترکی میں خالص عوام کی حکومت قائم ہو گئی۔ (ملت لاہور)

بقیہ لیڈر صفحہ ۲ سے آگے

وقت کے لحاظ سے جیسی ضرورت ہو۔ طوعی اتفاق کی کسی صورت کو ضروری بنا دے جس کی پابندی قریباً ویسی ہی ضروری ہے۔ جیسی کہ فرض کی پابندی۔ کہنے کو تو ایسا اتفاق طوعی ہی کہلاتا ہے مگر کوئی فرد جو امامِ وقت کو پہچانتا ہے۔ ایسے اتفاق سے بری الذمہ نہیں قرار پا سکتا۔

ایک جماعت جس کا یہ دعوےٰ ہو۔ کہ اس نے امامِ وقت کو پہچان لیا ہے۔ اور وہ تجدید اور احیائے اسلام کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ تمام دنیا کو اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رسالت کے جھنڈے کے نیچے لانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اگر اس جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرنے والا کوئی فرد امامِ وقت کی آواز پر لبیک نہیں کہتا۔ اور مال تو کیا اگر وہ جان بھی طلب کرتا ہے۔ تو اس میں ذرا سا بھی دریغ کرتا ہے تو سمجھو کہ وہ اپنے دعووں میں بالکل جھوٹا ہے۔ وہ اسلام سے محض ناواقف ہے۔ وہ اس جادۂ مستقیم پر نہیں چل رہا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہماری نجات کے لئے ہمیں دکھایا ہے۔

ایک پُرمسرت تقریب اور درخواست دعا

مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۶۴ء بروز سوموار بعد نماز عصر سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ و اطلع شموس طالعہ نے محترمہ رقیہ تسنیم صاحبہ بشریٰ بنت مکرم محمد اسحٰق صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول فورٹ عباس ریاست بہاولپور کے ساتھ تین ہزار روپیہ مہر پر محترم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر انچارج سپین مشن کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ لڑکی کے نانا جان حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی رفیق تھے۔ سیدنا حضرت اقدس ازراہ شفقت حضرت بھائی جی کی معذوری کی وجہ سے اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔

حضور نے اس موقعہ پر ایک پُرمعارف خطبہ کے بعد اس نکاح کا اعلان کیا۔ اور دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت ایک کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔

محترمہ رقیہ تسنیم صاحبہ بشریٰ نصرت گرلز کالج ربوہ میں بی۔ اے کی ز سٹ ائیر میں تعلیم پارہی ہیں۔ اور کالج یونین کی سیکرٹری ہیں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس رشتہ کو سلسلہ کے لئے اور جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مبارک اور باعث رحمت بنائے۔ آمین

چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر رخصتانہ کے بعد جلد واپس سپین روانہ ہونے والے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے فضل سے پہلے سے بھی زیادہ عزم اور نئے جوش کے ساتھ فریضہ تبلیغ کو کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (نائب وکیل التبشیر ربوہ)

لازمی چندوں کی ادائیگی کے متعلق ضروری اعلان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ہر فرد جماعت پر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی آمد کا ایک خاص حصہ اشاعت دین کے لئے مرکز میں بھجواتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ ایک بڑا طبقہ اپنی اس ذمہ داری کو بطریق احسن پورا کر رہا ہے۔ لیکن کئی دوست ایسے ہیں جو سستی دکھلاتے ہیں۔ یا بالکل ادا نہیں کرتے۔ جس سے قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے احباب جماعت کے ساتھ چلنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ جماعت کے ساتھ چلنے کے لئے جس قربانی کی ضرورت ہے۔ اس میں وہ حصہ نہیں لیتے۔ موخرالذکر احباب کے لئے قانون یہ ہے۔ کہ ان کو ہر طرح سے اور ہر ممکن ذریعہ سے ترغیب دی جائے۔ کہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔ اگر وہ پوری شرح سے چندہ دینے سے واقعی معذور ہوں۔ تو وہ اپنی معذوری بیان کرکے کم شرح سے چندہ دینے کی منظوری حاصل کریں۔ لیکن اگر باوجود ہر قسم کی کوشش کے اپنی اصلاح کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو ان کی رپورٹ نظارت امور عامہ میں کی جائے۔ اور نظارت بیت المال کو اس کی اطلاع دی جائے۔ اس ضمن میں یہ امر واضح رہے کہ اس قسم کے نادہندوں کی رپورٹ کرنا عہدیداران جماعت کا فرض ہے۔ اور اگر وہ اس میں کوتاہی کریں۔ تو ایسے افراد کے بجٹ کو پورا کرنے کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے

میں اس اعلان کے ذریعہ عہدہ داران جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نادہندگی کے مرض کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرکے اپنی ذمہ داریوں کے فرائض سے سبکدوش ہوں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق
ضروری ہدایات

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے درس کے متعلق پہلے سے ہدایت موجود ہے۔ کہ جماعت ہائے احمدیہ اپنے اپنے ہاں علاوہ دوسرے درسوں کے اسے بھی جاری فرمائیں۔ اس مختصر نوٹ کے ذریعہ اس ہدایت کی تجدید کی جاتی ہے یہ بات تجربہ میں آچکی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی کتب کا مطالعہ اور درس ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔ پس جماعتوں کو اس درس سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔ نظارت ہذا کے رپورٹ فارم میں ایک سوال درس کے متعلق بھی ہے۔ سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کو چاہیئے۔ کہ رپورٹ دیتے وقت اس درس کے متعلق بھی ضرور کا نوٹ دیا کریں۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

ایک نہائت نیک اور ضروری تحریک

مجالس خدام الاحمدیہ اس طرف خاص توجہ دیں

ایک دوست مکرم فضل الٰہی صاحب انشد (سندھ) نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک تجویز بھجوائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ایک فنڈ قائم کرے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ خدام شامل ہوں۔ شامل ہونے والے خدام سالانہ ایک روپیہ چندہ دیا کریں۔ اس طرح جو رقم جمع ہو۔ اس سے ہر سال کم از کم ایک آدمی کو حج کرا دیا کرے۔ اس طریق سے بہت سے لوگوں کو نیک کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق ملے گی۔ اور ساتھ ہی حج کے ثواب میں حصہ دار ہوں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تجویز پر خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے نیز فرمایا ہے ”فی الحال یہ تحریک کی جائے۔ کہ جو کوئی شخص چھ سو روپیہ خود دے۔ اسے اس فنڈ سے مزید چھ سو روپے دے دیئے جائیں گے۔ تاکہ وہ حج کر کے آسکے“۔

”پس میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس نیک تحریک کا آغاز کرتا ہوں۔ اور ایک امانت دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں ”حج فنڈ“ کے نام سے کھلوا رہا ہوں۔ جو احباب اس نیک تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے نام سے دفتر خدام الاحمدیہ ربوہ کو اطلاع دیں۔ تا ابھی سے ان کے نام رجسٹر میں درج کر لئے جائیں۔ اور آئندہ آنے والوں کے لئے ریکارڈ رہے۔ اور تحریک میں حصہ لینے والے اپنی رقم براہ راست بمد امانت ”حج فنڈ خدام الاحمدیہ“ میں جمع کرانے کے لئے محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ارسال فرمائیں۔

احباب اپنے پورے پتہ سے دفتر خدام الاحمدیہ کو اطلاع دیں۔ تا آئندہ خط و کتابت میں سہولت ہو۔ (نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

چندہ حفاظت مرکز کے وعدے پورے کرنیوالے احباب!

جن دوستوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک چندہ حفاظت مرکز کے وعدے سو فی صدی پورے کر دیئے ہوئے ہیں۔ یا اب کئے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ جن دوستوں نے چندہ حفاظت مرکز کے وعدے ابھی تک پورے نہیں کئے۔ وہ اسے جلد ادا فرما کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔

سو فیصدی وعدہ پورا کرنیوالے احباب کے نام

- مکرم حاجی حسن خان صاحب سابق چاہ درکھان والہ ضلع ڈیرہ غازیخان حال نور نگر سندھ ۱۰۰/-
- چوہدری خان بہادر صاحب سمبڑیال ضلع سیالکوٹ ۷۵/-
- ” غلام رسول صاحب سابق دارالرحمت حال لاہور ۲۱/۹/-
- میاں احمد دین صاحب کھڑی پنڈی چری ضلع شیخوپورہ ۳۰/-
- ڈاکٹر ممتاز نبی صاحب پنڈ دادنخان ضلع جہلم ۷۴/-
- حکیم محمد الدین صاحب مصری شاہ لاہور ۳۵/-
- قاضی محمد انور صاحب ” ” ۲۲/-/-
- بابو عبداللطیف صاحب ” ” ۱۳/-/-
- محمد فاروق صاحب ” ” ۱۵/-/-
- شیخ سراج الحق صاحب ” ” ۲۰/-
- محترمہ فضیلت بیگم صاحبہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ ۵/-
- محترمہ امالی بی بی صاحبہ ” ۶/-/-
- ” سکینہ بی بی صاحبہ ” ۲/-/-
- ” والدہ ظہور احمد صاحب ” ۱/-/-
- ” محمودہ بیگم صاحبہ ” ۱/-/-
- چوہدری اللہ دین صاحب چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر ۲۰/-
- مستری احمد دین صاحب دارالبرکات غربی قادیان ۵۰/-
- رشید احمد صاحب معرفت عبداللہ خان صاحب دارالبرکات غربی قادیان ۵۵/-/-
- ملک محمد سعید صاحب ” ۱۰/-/-
- محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالرحیم صاحب دارالبرکات قادیان ۲۳/۴/-
- سید بہادل شاہ صاحب ” ۱۲/۸/-
- غلام احمد صاحب کھوکھر ” ۲/-/-
- حبیب احمد صاحب ” ۲/-/-
- میاں محمد دین صاحب ” ۳۰/-/-
- مولوی عزیز احمد صاحب دارالرحمت قادیان ۱۵/-/-
- محمد عامل صاحب گلبیوری ” ۵/-/-
- عنائت احمد صاحب ولد غلام جہانگیر صاحب دارالفضل قادیان ۳۴/-/-
- مستری عبدالرحیم صاحب ” ۳۰/-/-

(ناظر بیت المال ربوہ)

مسجد وزیر خاں کے اندر جمع ہونیوالے تقریباً تمام لوگ ہنگامہ پسند تھے

بعض بُرے مقاصد کے پیش نظر انہوں نے اپنے آپکو وہاں بند کر رکھا تھا

سید اعجاز حسین شاہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا بقیہ بیان

سوال :- کیا آپ نے وہ پوسٹر خود دیکھے تھے۔ جن میں پولیس والوں سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے اسلحہ رکھدیں۔ کیونکہ عوام جہاد میں مصروف ہیں۔

جواب :- جی نہیں - سوال :- جس شخص نے یہ پوسٹر جاری کئے تھے۔ کیا اسے تلاش کیا گیا تھا۔ اور اس پر مقدمہ چلایا گیا تھا؟ جواب: کسی مرحلے پر کوئی شخص اس قسم کی کوئی بات ایک دیوار پر لکھتا ہوا پایا گیا تھا اس کے متعلق پولیس مزید تفصیلات بتا سکے گی۔

سوال :- کیا کسی مجسٹریٹ نے آپ سے شکایت کی تھی کہ اس نے فوج سے کارروائی کرنے کو کہا تھا۔ لیکن اس نے کارروائی سے انکار کر دیا تھا؟

جواب :- جی نہیں - سوال :- کیا آپ نے انسپکٹر جنرل سے کہا تھا کہ کسی مجسٹریٹ نے آپ سے اس طرح کی شکایت کی تھی؟ جواب :- جی نہیں - انہوں نے کوئی بات اگر اس کے برعکس کہی ہے۔ تو انہوں نے ... - سوال :- کیا ۷ مارچ کو آپ گورنمنٹ ہاؤس میں گئے تھے؟ جواب :- میں صبح ساڑھے گیارہ بجے کے لگ بھگ وہاں اتفاقاً گیا تھا۔

سوال :- آپ نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے کہ موچی دروازہ کے باہر ایک گشتی موٹر پر بم پھینکا گیا تھا۔ جس سے فوج کے دو آدمیوں کو معمولی زخم لگے تھے - کیا آپ کو اس کا یقین ہے؟

جواب :- مجھے یقین ہے کہ فوج کے آدمی زخمی ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک کے زخم موچی دروازے کے باہر بم پھینکنے کا نتیجہ تھے۔ موٹر پر بم پھینکنے کے متعلق میں نے جو کچھ کہا ہے وہ اس اطلاع پر مبنی ہے۔ جو مجھے ملی تھی۔ سوال :- کیا اس واقعہ کے سلسلہ میں عدالت میں کوئی مقدمہ چلایا گیا تھا؟ جواب :- جی نہیں! کیونکہ جب یہ واقعہ مبینہ طور پیش آیا تھا۔ اس وقت مارشل لاء نافذ کیا جا چکا تھا۔ میرا خیال ہے کہ فوج نے اس واقعہ کی کچھ تحقیقات کی۔ لیکن وہ مجرم کو تلاش نہیں کر پائی۔ سوال :- ۷ مارچ کو ڈولنٹن مارکیٹ کے قریب طالب علموں کے جلوس پر کس وقت فائرنگ کی گئی تھی؟ جواب :- صبح نو بجے کے قریب۔ سوال :- ہلاک یا زخمی ہونے والوں کی کیا تعداد تھی؟ جواب :- کوئی نہیں۔

سوال :- (عدالت کی طرف سے) کتنے راؤنڈ گولی چلائی گئی؟ جواب :- ایک۔

وکیل نے اپنی جرح جاری رکھتے ہوئے سوال کیا کہ آپ نے اپنے تحریری بیان میں لاقانونی کا ایک سبب اسلحہ کے لائسنس کی مفت منظوری بیان کیا ہے۔ کیا مارشل لاء کے نفاذ سے قبل کسی نے پولیس کے خلاف کوئی آتشیں ہتھیار استعمال کیا تھا؟ جواب: میں نہیں کہہ سکتا۔ سوال: شہر میں اسلحہ کے لائسنسوں کی تعداد کیا تھی؟

جواب :- یہ کئی ہزار تک پہنچتی تھی۔ سوال :- لائسنس کے بغیر اسلحہ کی تعداد تقریباً کتنی تھی؟ جواب :- بہت - سوال :- کئی ہزار تک؟ جواب :- میں نہیں کہہ سکتا۔ سوال :- کیا پولیس نے لائسنس کے بغیر اسلحہ کی تعداد کے متعلق آپ کو کوئی اطلاع نہیں دی تھی؟ جواب :- جی نہیں

اس کے بعد مجلس عمل کی جانب سے مولانا مرتضےٰ احمد خان میکش نے گواہ پر جرح کرتے ہوئے دریافت کیا کہ کیا آپ کو ۷ مارچ کو اس بات کی کوئی شکایت ملی تھی یا نہیں کہ بعض وردی پوش لوگوں نے جیپ یا کسی دوسری قسم کی موٹر سے عوام پر فائرنگ کی تھی؟ گواہ نے جواب دیا کہ میں سول لائنز کے تھانے میں موجود تھا۔ اور سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس میرے ساتھ تھے۔ جب میں نے سنا کہ ٹمپل روڈ کے قریب کہیں ایک جیپ دیکھی گئی تھی جس پر چند وردی پوش لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔ ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا۔ کہ جیپ پر ریڈ کراس کا جھنڈا لگا ہوا تھا۔ ریڈ کراس کے سیکرٹری مسٹر گبن سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا اور انہوں نے کچھ تحقیقات بھی کی تھی۔ لیکن پولیس اسے تلاش کرنے میں ناکام رہی۔ سوال (عدالت کی طرف سے) :- کیا شکایت یا رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ جیپ پر جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ احمدی تھے؟ جواب :- مجھے معلوم نہیں۔

مولانا میکش نے اپنی جرح جاری رکھتے دریافت کیا کہ پولیس نے جو تفتیش کی تھی وہ سرسری تھی یا باقاعدہ؟ جواب :- میں نہیں کہہ سکتا سوال :- یہ کہنا درست ہے کہ اس واقعے کی مکمل تفتیش مارشل لاء کے نفاذ کی وجہ سے نہیں کی گئی تھی؟ جواب :- اس کا جواب سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس ہی دے سکتے ہیں۔ سوال :- جلوسوں کی شکل اور ان کی پوزیشن کیا تھی۔ کیا وہ بعض رضاکاروں پر مشتمل تھے۔ جو اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے والے تھے اور ان کے ساتھ تماشائیوں کی بڑی تعداد تھی؟ جواب :- جلوس کبھی منظم شکل میں نہیں آئے۔ ایک جلوس میں میں نے چند نوجوان لڑکوں کو دیکھا تھا۔ جو ہار پہنے ہوئے تھے جنہوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا تھا۔ لیکن دوسرے جلوسوں میں لوگ ملے جلے ہوئے تھے اور درحقیقت ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ اسے گرفتار کر لیا جائے۔

سوال :- کیا جلوسوں کی رہنمائی ذمہ دار افراد نہیں کرتے تھے؟ جواب :- صرف ایک بار میں نے مولانا اختر علی خان کو اور ایک دوسری بار مولوی غلام دین کو جلوس کی رہنمائی کرتے دیکھا تھا۔ سوال :- کیا آپ کو اس جلوس کا علم ہے۔ جس کی قیادت یکم مارچ کو مولانا احمد علی نے کی تھی؟ جواب :- مجھے تاریخ کے متعلق یقین نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے ایک جلوس کی رہنمائی ضرور کی تھی۔ سوال :- کیا سید فردوس شاہ کے ساتھ پولیس کے دوسرے افسر بھی تھے؟ جواب جی ہاں۔ سوال :- کیا ان پولیس افسروں میں سے بھی کسی پر حملہ کیا گیا تھا؟ جواب :- ڈی ایس پی کے محافظوں پر حملہ کیا گیا تھا۔ اور ان میں سے بعض لوگ زخمی ہوئے ہونگے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ایک اے ایس آئی زخمی ہوا تھا۔ سوال :- حکومت مسجدوں کو جدید کلب گھروں میں تبدیل کر دے۔ جن میں شراب نوشی، رقاصی، کھیلوں اور قماربازی کا بھی انتظام ہو تو کیا عوام ... طبقہ جسے آپ اپنے بیان میں تعلیم یافتہ اور باعزت بیان کرتے ہیں۔ اس اقدام پر اعتراض کرے گا؟ جواب جی ہاں یقیناً۔ سوال :- جب آپ ہنگامہ پسندوں (ہولیگن) غنڈوں اور بدمعاشوں کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو آپ انہیں کیا خاص معنی پہناتے ہیں؟

جواب :- میں انہیں کوئی سختی کے ساتھ معینہ مفہوم میں استعمال نہیں کرتا۔ سوال :- کیا آپ ہر اس شخص کو جو مسجد جاتا ہے۔ ہنگامہ پسند (ہولیگن) سمجھتے ہیں یا صرف ان لوگوں کو جو چار مارچ یا اس کے بعد مسجد وزیر خاں میں تھے؟ جواب :- میں مسجد جانیوالے تمام لوگوں کو ہنگامہ پسند (ہولیگن) نہیں سمجھتا۔ ۴ مارچ کو ہوا ایسا کہ ڈی ایس پی کے قتل کے بعد تقریباً وہ تمام لوگ جو مسجد وزیر خاں میں تھے۔ ہنگامہ پسند (ہولیگن) تھے اور ایک برے مقصد کے پیش نظر انہوں نے اپنے آپ کو وہاں بند کر رکھا تھا۔

(بحوالہ ملت لاہور)

آل پارٹیز مسلم کنونشن دفعہ ۱۴۴ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے منعقد ہوا تھا

کنونشن میں اشتعال انگیز اور قابل اعتراض تقاریر کی گئی تھیں

تحقیقاتی عدالت میں لاہور کے سابق سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس مرزا نعیم الدین کا بیان

لاہور ۱۲ جنوری : مرزا نعیم الدین سپرنٹنڈنٹ پولیس لائل پور نے کل تحقیقاتی عدالت میں کہا کہ میں فسادات کے زمانے میں لاہور کا سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں تحقیقاتی عدالت کے فیصلہ طلب امور پر تحریری بیان پہلے ہی داخل کر چکا ہوں۔

حکومت پنجاب کے وکیل مسٹر فضل الٰہی کی جرح پر گواہ نے کہا کہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو آل مسلم پارٹیز کنونشن کے انعقاد کے وقت لاہور میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی۔

عدالت کے اس سوال پر کہ کیا یہ کنونشن دفعہ ۱۴۴ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے منعقد ہوا تھا۔ گواہ نے اثبات میں جواب دیا۔

جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے حکومت کو رپورٹ دی تھی۔ کہ کنونشن دفعہ ۱۴۴ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے منعقد ہوا تھا۔ اور کنونشن میں اشتعال انگیز تقریریں کی گئی تھیں گواہ نے جواب دیا کہ میں نے سی آئی ڈی کو ایک خط بھیجا تھا۔ اور ہدایات مانگی تھیں۔ میں نے ڈپٹی انسپکٹر جنرل سی۔ آئی ڈی۔ کو جو خط بھیجا تھا وہ میرے تحریری بیان (اگزیبٹ ڈی ۱۸ اے ۳) میں ضمیمے کے طور پر منسلک ہے۔ سی آئی ڈی نے اس کا جواب ۱۱ اگست ۱۹۵۲ء کو بھیجا۔ یہ جواب بھی میرے تحریری بیان کے ضمیمے میں شامل ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے خط میں کہا گیا تھا کہ بعض تقریریں اگرچہ قابل اعتراض تھیں۔ لیکن یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجرم مقررین کے خلاف کوئی عدالتی کارروائی نہ کی جائے جہاں تک کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا تعلق ہے۔ خط میں کہا گیا تھا کہ چیف سیکرٹری کی صدارت میں ہونے والی ایک کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ کنونشن میں کسی طرح سے کوئی ... مداخلت نہ کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ آل مسلم پارٹیز کنونشن کا ایک اجلاس ۳ اکتوبر کو ہوا تھا۔

سوال :- کیا وہاں جو تقریریں کی گئی تھیں وہ بھی قابل اعتراض تھیں؟ جواب میں انہیں قابل اعتراض اور غالباً قابل کارروائی سمجھتا تھا۔ اور ایسا ہی میں نے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سی آئی ڈی کے نام اپنے ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۲ء کے خط میں لکھا تھا۔

انہوں نے کہا مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا

سوال :- کیا کنونشن کے اجلاس بعد میں بھی ہوتے تھے؟ جواب :- جی ہاں کنونشن کے کئی اجلاس ہوئے تھے - سوال :- کیا ان اجلاسوں میں کوئی قابل اعتراض تقریر کی گئی تھی؟ جواب :- میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ ان تمام تقریروں کی ...

(باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

کاآئی ڈی کے ایک رپورٹر نے لکھا تھا۔ اور انہیں سی آئی۔ڈی کے دفتر میں بھیجا گیا تھا۔ مجھے یاد نہیں

سوال: پہلے کنونشن کے بعد سے فسادات کے آغاز تک لاہور میں جو کچھ ہو رہا تھا۔ کیا آپ اسکی ہفتہ وار ڈائری حکومت کو بھیجتے تھے؟

جواب:۔ میں اپنی ہفتہ وار ڈائریاں ڈپٹی انسپکٹر جنرل سی۔آئی۔ڈی کو بھیجتا تھا۔

سوال:۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس عرصہ میں احرار مجلس عمل کی سرگرمیاں کیا تھیں؟ جواب:۔ وہ مطالبات کی حمایت میں رائے عامہ منظم کر رہے تھے۔ گواہ نے کہا "ڈی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ڈی لاہور کی صورت حال کے متعلق حکومت کو باقاعدہ رپورٹیں پیش کرتے تھے"۔ گواہ نے یہ بھی کہا کہ احرار سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سیکرٹری کی طرف سے جاری کردہ بعض پوسٹر بھی ان کے نوٹس میں آئے تھے۔ سوال:۔ آپ نے ان پوسٹروں کے متعلق کیا کارروائی کی۔ جواب میں نے ہدایات کے لئے انہیں ڈی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ڈی کو بھیجدیا۔ لیکن مجھے کوئی ہدایت نہیں ملی جب یہ پوچھا گیا کہ ان پوسٹروں میں کیا لکھا تھا۔ تو گواہ نے کہا احرار کی طرف سے جاری کردہ پوسٹروں میں احمدیوں کو ایک اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ لیکن مجھے سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جاری کردہ پوسٹروں کے مندرجات یاد نہیں"۔

سوال:۔ جب لاہور میں ڈائرکٹ ایکشن کا آغاز ہوا۔ تو کیا آپ کو دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت کارروائی اور گرفتاریاں کرنے کے بارے میں کامل آزادی حاصل تھی؟ جواب:۔ میری راہنمائی خود انسپکٹر جنرل پولیس کر رہے تھے۔ بلکہ فسادات سے عہدہ برآ ہونے کی ساری کارروائی میں مجھ پر آئی۔جی۔پی اور ڈی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ڈی کا کنٹرول تھا۔

سوال:۔ کیا آپ کو مولانا عبدالستار نیازی کو گرفتار کرنے کے متعلق احکام موصول ہوئے تھے؟

جواب:۔ جی نہیں مجھے یا انسپکٹر جنرل پولیس کو یہ احکام نہیں ملے تھے۔

گواہ نے کہا: میں اس اجلاس میں موجود تھا۔ جہاں ۴ر مارچ کو مولانا عبدالستار خاں نیازی کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

سوال:۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی کو گرفتار کرنیکی تجویز کس نے پیش کی تھی؟ جواب: قطعی طور پر تو علم نہیں لیکن ہر شخص کو اتفاق تھا کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے اصل سوال یہ تھا کہ انہیں مسجد کے اندر سے گرفتار کیا جائے یا نہیں۔ میری رائے یہ تھی کہ انہیں مسجد سے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہاں جو افسر موجود تھے انہیں یہ خطرہ تھا کہ مسجد میں گرفتار کرنے سے فساد پیدا ہوگا۔ سوال:۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ جواب:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انسپکٹر جنرل پولیس نے خود وارنٹ جاری کرنے اور نیازی پر ان کی تعمیل کرانے کا بیڑا اٹھایا۔ سوال:۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ آیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس اجلاس میں یہ کہا تھا کہ نیازی کو مسجد میں سے گرفتار کیا جائے۔

جواب:۔ میرا خیال ہے۔ انہوں نے یہ کہا تھا۔ سوال کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ بالآخر فیصلہ یہ ہوا تھا کہ انہیں فی الفور مسجد سے گرفتار کیا جائے؟

جواب:۔ یہ بات واضح نہیں تھی کہ آیا آئی۔جی نے انہیں فی الفور مسجد میں سے گرفتار کرنا تھا۔

مسٹر فضل الٰہی کی جرح پر گواہ نے کہا۔ کہ انسپکٹر جنرل پولیس ہر روز وزیر اعلےٰ سے صورت حال پر تبادلہ خیالات کرتے تھے اور بعض دفعہ دن میں دو دوبارہ بھی ملتے تھے۔ سوال: جب ۵ر اپریل کی شام کو آپ کو کوتوالی میں یہ احکام ملے کہ فائرنگ کم کر دی جائے اور آپ کا تاثر یہ تھا کہ اس دن کی مسلسل فائرنگ سے صورت حال کے کنٹرول پر اچھا اثر پڑ رہا ہے۔ تو کیا آپ نے اسی فیصلہ کے سلسلہ میں انسپکٹر جنرل پولیس کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا۔ جواب:۔ مجھے یہ حکم ملا تھا کہ فائرنگ کم کر دی جائے اور کرفیو کی ٹکنیکل خلاف ورزیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ۶ر مارچ کی صبح کو میں تقریباً سات یا ساڑھے سات بجے کوتوالی پہنچا۔ جہاں میں نے دوسرے پولیس افسروں سے اس حکم پر تبادلہ خیالات کیا۔ ہم سب کی یہ رائے تھی کہ اگر اس حکم کے بعد ہم نے فائرنگ کی تو ہمارے خلاف انکوائری بھی ہو سکتی ہے ہم نے یہ محسوس کیا کہ اس حکم سے ہمارا اختیار تمیزی محدود ہو گیا ہے۔

عدالت کی طرف سے

کسی نے کہا ہے کہ ۵ر مارچ کی شام کو گورنمنٹ ہاؤس میں فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ پولیس کو صرف اسی صورت میں فائرنگ کرنی چاہیئے۔ جب کہ پولیس کو خود اپنی حفاظت کی خاطر فائرنگ کرنا ضروری ہو کیا آپ کو ایسا حکم ملا تھا۔ جواب:۔ ذاتی طور پر مجھے ایسا کوئی حکم دیا گیا۔ مسٹر رائے عباس ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جو کوتوالی میں ٹیلیفون پر کام کر رہے تھے۔ انہیں یہ حکم گورنمنٹ ہاؤس سے موصول ہوا تھا۔ سپرسول لائنز کے ایک سب انسپکٹر نے مجھے یہ پیام پہنچاتے ہوئے کہا تھا کہ حکومت کے یہ تازہ احکام تھے جن سوال:۔ اس حکم کا کوئی ریکارڈ تو موجود ہوگا؟

جواب:۔ ہونا چاہیئے۔ سوال:۔ فائرنگ پر پابندی کے اس حکم کے بعد کیا پولیس نے مارشل لاء کے نفاذ تک کہیں کوئی فائرنگ کی؟

جواب:۔ ۶ر مارچ کی صبح کے بارے میں تو مجھے یقین ہے۔ سوال:۔ کوتوالی کا محاصرہ کرنیوالے ہجوم پر کیا مذکورہ بالا حکم کی وصولی کے بعد بھی فائرنگ کی گئی تھی؟ جواب:۔ میرا خیال ہے کہ فائرنگ کی گئی۔

کشمیر کے متعلق بات چیت ٹوٹنے کا خطرہ

لنڈن ۲ فروری: مانچسٹر گارڈین نے لکھا ہے کہ سرینگر اسمبلی نے اگر کشمیر کے بھارت سے الحاق کی توثیق کی تو مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کی بات چیت ٹوٹ جائے گی۔

سابق صوبائی حکومت نے کراچی کانفرنس کے فیصلوں پر عمل نہیں کرایا تھا

مرکزی حکومت نے اپنے ایک مراسلہ میں یہ بات واضح کر دی تھی کہ مطالبات منظور نہیں کئے جائینگے

تحقیقاتی عدالت میں بحث کے دوران میں چوہدری فضل الٰہی کے دلائل

لاہور ۲ر فروری ۔ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں حکومت پنجاب کے وکیل چوہدری فضل الٰہی نے اپنی بحث جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ انہی ایام میں حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری نے اخبار نویسوں کو بتایا تھا ۔ کہ حکومت مذہبی معاملات میں دخل دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔ البتہ اُسے صوبہ میں امن و امان قائم رکھنے کا پورا پورا احساس ہے ۔ ہوم سیکرٹری نے اخبار نویسوں سے اپیل کی تھی ۔ کہ وہ اپنے اخبارات میں حکومت کے اس نقطۂ نظر کو صحیح طور پر پیش کریں چوہدری فضل الٰہی نے کہا ۔ اگر سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہوم سیکرٹری کو حکم دیا تھا ۔ کہ وہ ایک پریس کانفرنس سے مذکورہ دلائل پر خطاب کریں ۔ تو کیا وہ ڈائرکٹر پبلک ریلیشن کو یہ ہدایت نہیں کر سکتے تھے ۔ کہ آئندہ ان اخبارات کو مالی امداد بند کر دی جائے جو منافرت اور بے اطمینانی پھیلا رہے تھے ۔ حقیقت یہ ہے کہ سرکاری افسروں کو حکومت کے حامی اخباروں کے رویہ کے پیش نظر پبلک ریلیشن افسر کی امداد پر بھروسہ تھا جنہوں نے تمام صوبوں میں فرضی پوسٹر چھپاں کرائے تھے ۔ اور عوام سے اپیل کی تھی ۔ کہ وہ پُر امن رہیں ۔ اور اخبارات کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں ۔

چوہدری فضل الٰہی نے چیلنج کیا ۔ کہ کوئی شخص مذکورہ چار اخباروں میں ایک مضمون بھی ایسا بتا نہیں سکتا ۔ جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب پر کوئی نکتہ چینی کی گئی ہے ۔ بلکہ اس کے خلاف جو مضامین شائع ہوئے تھے ۔ وہ سب مرکز کے خلاف نکتہ چینیوں سے بھرے ہوئے تھے ۔ نہایت تعجب کی بات یہ ہے ۔ کہ احمدیوں کے خلاف جو اخبارات منافرت پھیلا رہے تھے ۔ وہ حکومت کے حامی اخبارات تھے ۔ اور اس مہم سے "امروز" اور "نوائے وقت" الگ تھے ۔ چوہدری فضل الٰہی نے بتایا ۔ کہ ماہ اکتوبر میں مذکورہ اخباروں کو جو مالی امداد دی گئی ۔ اس سے یہ صاف بات ظاہر ہو جاتی ہے ۔ کہ حکومت خود اس منافرت کے پھیلانے کی مہم میں شریک تھی ۔ مسٹر دولتانہ نے یہ سمجھ رکھا تھا ۔ کہ اس قسم کے پروپیگنڈے سے ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا ۔ مگر ان کا خیال غلط ثابت ہوا ۔ اور وہ معزول کر دیئے گئے ۔ وکیل موصوف نے بتایا ۔ کہ پنجاب میں صورت حال بتدریج خراب ہو رہی تھی ۔ اور چاروں طرف سے پریشان کن خبریں موصول ہونے لگی تھیں ۔ اور میاں انور علی سابق انسپکٹر جنرل پولیس نے اپنے ایک نوٹ میں یہ خیال ظاہر کیا تھا ۔ کہ تحریک کا رُخ مرکز کی طرف نہیں اور صورت حال روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے ۔ وکیل موصوف نے بتایا ۔ کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب پر اس نوٹ کا اثر نہیں ہوا ۔ اور انہوں نے احراریوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی ۔ وکیل موصوف نے عدالت سے سوال کیا ۔ کہ ایک شخص کس طرح ایک بچہ کو ہلاک کر سکتا ہے ۔ جس کی اُس نے خود پرورش کی ہو ۔ اور جس بچہ پر اس کی آئندہ اُمیدوں کا انحصار ہے ۔ لیکن مسٹر دولتانہ بد قسمت تھے ۔ کیونکہ یہ بچہ پروان نہیں چڑھا ۔

وکیل موصوف نے ان واقعات کا تذکرہ کیا جو بہت اہم ہیں ۔ اور بتایا ۔ کہ مسٹر دولتانہ نے خواجہ ناظم الدین سابق وزیر اعظم پاکستان کو جو گذشتہ سال ۱۶ر فروری کو لاہور پہنچے تھے ۔ ہڑتال اور سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کا تنہا سامنا کرنے کے لئے چھوڑ دیا ۔ مسٹر دولتانہ کو صورت حال کا پوری طرح سے علم تھا ۔ اس کے باوجود وہ سیالکوٹ روانہ ہو گئے ۔ اسی ہڑتال میں کم سن لڑکوں کو گالیاں دینے کی اُجرت دی گئی تھی جو پہرے پیام کئے گئے تھے ۔ اور تحریک نے زبردست تشدد کا رنگ اختیار کر لیا تھا ۔ ایسی نازک صورت حال کے موقعہ پر حکومت پنجاب نے پہلی بار فیصلہ کیا ۔ کہ یہ مسئلہ مرکزی حکومت کے سامنے پیش کیا جائے ۔

وکیل موصوف نے بتایا ۔ کہ صوبائی حکومت نے اس سلسلہ میں تین مراسلے مرکزی حکومت کو روانہ کئے ۔ پہلا مراسلہ مورخہ ۱۲ر جولائی کو بھیجا گیا جس میں مرکزی حکومت کو بتایا گیا ۔ کہ صورت حال بالکل تسلی بخش ہے ۔ دوسرا مراسلہ مورخہ ۳۱ر اکتوبر کو بھیجا گیا ۔ اور اس میں بتایا گیا ۔ کہ تحریک ختم ہوتی جا رہی ہے ۔ اور مرکزی حکومت کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ اور تیسرا مراسلہ ۲۵ر فروری ۱۹۵۲ء کو یعنی ڈائریکٹ ایکشن شروع ہونے سے ایک روز قبل بھیجا گیا ۔ اور اس آخری مراسلہ میں صوبائی حکومت نے بتایا ۔ کہ اگر مرکزی حکومت نے مطالبات پر غور کیا ۔ تو صوبے کے لئے فائدہ مند ہوگا ۔ اور حکومت پنجاب اس سلسلہ میں ہر قسم کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے قابل ہے ۔

وکیل موصوف نے اس کے بعد مرکزی حکومت کے اس خفیہ ہدایات سے متعلق مراسلہ کا تذکرہ کیا جو صوبائی حکومت کو بھیجا گیا تھا ۔ اور بتایا ۔ کہ اس مراسلہ میں یہ بات واضح کر دی گئی تھی ۔ کہ جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے ۔ اس کے پیش نظر مطالبات منظور نہیں کئے جا سکتے ۔ مسٹر دولتانہ نے یہ مراسلہ ڈی ۔ پی ۔ آر ۔ کے سوا کسی اور افسر کو نہیں دکھایا ۔ وکیل موصوف نے بتایا کہ اگر مرکزی حکومت کا وہ مراسلہ ضلع حکام میں گشت کرایا جاتا ۔ تو اس سے انہیں امن قائم کرنے میں مدد ملتی ۔ اگر ضلع حکام کو یہ مراسلہ دکھایا جاتا ۔ تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا ۔ وکیل موصوف نے بتایا ۔ کہ مسٹر دولتانہ کو مرکزی حکومت کی پالیسی کا ماہ ستمبر سے علم تھا ۔ اور اس کے باوجود وہ خواجہ ناظم الدین کو پریشان کرنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ کیا ایسی کارروائی ایسا شخص کر سکتا ہے ۔ جو اس سلسلہ میں امداد پہنچانا چاہتا تھا ۔ کیا یہ رویہ ایک لیگی رکن کا اپنے صدر کے متعلق درست تھا ۔ صوبوں کے وزراء اعلیٰ کی کانفرنس کا تذکرہ کرتے ہوئے جو کراچی میں منعقد ہوئی تھی ۔

وکیل موصوف نے بتایا ۔ کہ کانفرنس میں یہ فیصلہ ہوا تھا ۔ کہ تمام سرگرم احراری لیڈروں کو جن کے نام متعین تھے ۔ گرفتار کر لیے جائیں اور بعض اخباروں کی اشاعت بند کر دی جائے اور امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مطلع کر دیا جائے ۔ کہ وہ ربوہ سے باہر نہ جائیں اور رضاکاروں کو کراچی جانے سے روکا جائے ۔

چوہدری فضل الٰہی نے اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے مزید کہا کہ اگر ختم نبوت کی تحریک کے سلسلہ میں حکومت پنجاب کے سامنے کوئی واضح اور مضبوط پالیسی رکھی جاتی ۔ تو پولیس کی آدھی جمعیت بھی صورت حالات پر قابو پا سکتی تھی ۔ آخر میں انہوں نے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ کے خلاف الزام عائد کیا کہ انہوں نے دیدہ دانستہ تذبذب سے کام لے کر سرکاری افسروں کے حوصلے بالکل پست کر دیئے ۔ میاں ممتاز دولتانہ کی طرف سے جو بہت بڑے سیاست دان ہونے کے مدعی ہیں ۔ اس قسم کا اقدام بلا شبہ تعجب انگیز ہے ۔ اگر ان کو عوام سے محبت تھی ۔ تو وہ ان لوگوں کے خلاف سخت ترین قدم اُٹھاتے جن کی شروع کی ہوئی تحریک بے پناہ جانی و مالی نقصان ۔ آتشزنی اور لوٹ مار پر منتج ہوئی ۔ اور جس کے ماتحت ریلوے گیراج اور لائن کو بھی نقصان پہنچایا گیا ۔ اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل مسٹر بشیر احمد نے ان حالات کے متعلق جن کے ماتحت پنجاب میں ہنگامے برپا ہوئے دلائل پیش کرتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کے خلاف تحریک ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق شروع اور منظم کی گئی تھی ۔

حکومت پنجاب کے وکیل چوہدری فضل الٰہی نے اپنے دلائل ختم کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ انہوں نے عدالت کے سامنے جو نظریات پیش کئے ہیں ۔ ان کو حکومت پنجاب کے نظریات قرار نہ دیا جائے ۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت پنجاب نے ابھی تک ان ہنگاموں کی تحقیقات نہیں کی ہے ۔ اس لئے متعلقہ مسائل کے متعلق ابھی تک اس نے کوئی نظریہ قائم ہی نہیں کیا ہے ۔ چوہدری فضل الٰہی نے میاں ممتاز دولتانہ پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ انہوں نے کراچی کانفرنس کے ان فیصلوں پر بھی عمل نہیں کرایا تھا ۔ جن میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ حکومت پنجاب کراچی آنے والے رضاکار جتھوں کو روکنے کے لئے ان کے سٹیشنوں پر ہی ان کے خلاف قدم اٹھائے ۔ انہوں نے مزید کہا کہ احراریوں نے ۱۹۵۲ء میں محسوس کر لیا تھا کہ اس تحریک کو اور بڑھاوا دینے والوں کے خلاف حکومت سخت کارروائی کرنے والی ہے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنی سیاسی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس مرحلے پر حکومت سے کھلم کھلا ٹکر لینا ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا ۔ چنانچہ انہوں نے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر دولتانہ سے سمجھوتہ کر لیا ۔ اور انہیں یقین دلایا کہ اگر اس تحریک کا رخ مرکزی حکومت کی طرف پھیر دیا جائے تو احراری اُن کی پوری پوری حمایت کریں گے ۔ اور انہوں نے اپنی جگہ یہ خیال کر لیا تھا کہ تحریک کے فیصلہ کن صورت اختیار کرنے یا کامیاب ہو جانے کے بعد دولتانہ سے نپٹ لینا زیادہ مشکل کام نہیں ہوگا ۔ مسٹر دولتانہ نے اس رویے سے یہ نظریہ قائم کیا کہ مرکز کے خلاف تحریک کی نسبت پر سیاسی مفاد زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے ۔ ان کا خیال تھا کہ جب احراریوں اور ان کی تحریک سے مفاد حاصل کر لیا جائے گا تو پھر قانون اور طاقت سے احراریوں کو کچل دیا جائے گا ۔ چوہدری فضل الٰہی نے کہا کہ مسٹر دولتانہ کا دماغ اس طرح کام کر رہا تھا کہ وہ کوئی قطعی قدم نہ اٹھا سکے اور انہوں نے اس الزام سے بچنے کے لئے مطالبات کی آئینی نوعیت نکال کر اسے حل کرنے کی تمام ذمہ داری مرکز پر ڈال دی ۔ پنجاب گورنمنٹ نے ۲۷ فروری کو جو پیغامات بھیجے تھے ان میں رضاکاروں کا ذکر نہ تھا بلکہ حکام کو ہدایت کی گئی تھی کہ نگرانی رکھ کر ہر اہم واقعہ سے حکومت پنجاب کو باخبر کیا جائے ۔

رجسٹرڈ نمبر ایس ۱۱۴۱